چار یار

مصنف عبدالکریم مشتاق

45

چار یار

مؤلفہ

عبدالکریم مشتاق

ناشر

رحمت اللہ بک ایجنسی ناشران وتاجران کتب

بمبئی بازار نزد خوجہ اثنا عشری مسجد کھارادر۔ کراچی ۲

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۳۰	خطبہ دیر مران	۱۱۷	۳۹	وجہ عتاب حکومت	۱۳۸
۳۱	اللہ فقیر عثمان غنی	۱۲۰	۴۰	الف قرآن	۱۴۰
۳۲	سوم یار حضرت مقدادؓ بن اسود	۱۲۶	۴۱	خصوصی امتیاز	۱۴۰
			۴۲	چہارم یار نبی لقمان امت حضرت سلمانؓ الفارسی	۱۴۱
۳۳	سات وسیلے	۱۲۸	۴۳	ابتدائی حالات	۱۴۲
۳۴	مثیل میکائیلؑ	۱۲۹	۴۴	علمی مقام	۱۵۴
۳۵	جنت کا اشتیاق	۱۳۰	۴۵	جہاد	۱۶۱
۳۶	محفوظ عن الشک	۱۳۲	۴۶	حضرت سلمان اور یہودی جماعت کا امتحان	۱۷۳
۳۷	عودِ مقدودہ	۱۳۲			
۳۸	مختصر حالات	۱۳۵			

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ

"یا ایھا الذین امنوا لا تتولوا قوما غضب اللہ علیھم" الخ

اے ایمان والو جن لوگوں پر اللہ نے اپنا غضب ڈھایا ہے اُن سے محبت مت رکھو

(سورۃ الممتحنہ پارہ ۲۸ آیت ۱۳)

ہم شیعہ امامیہ اثنا عشریہ پر عرصہ دراز سے یہ الزام بے بنیاد عائد کیا جا رہا ہے کہ شیعہ تمام صحابہ کو بُرا جانتے ہیں، معاذ اللہ ان کو گالیاں دیتے ہیں حالانکہ آج تک مخالفین اپنے اس دعویٰ کو ثابت نہ کر سکے کیونکہ بحمد للہ ولجوہ ہم تمام نیک و عدل پسند رفقاء رسولؐ کو نہ صرف عقیدۃً بزرگ مانتے ہیں بلکہ اُن کو ہدایت کا نشان تسلیم کرتے ہیں البتہ ہم اُن حضرات سے محبت نہیں رکھتے جو مغضوب خدا قرار پائے اور ہمارا یہ مختار قرآن حکیم کی نص جلی کی متابعت میں ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت دانی ہدایت کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔

ہمارا مذہب یہ ہے کہ صحابی کے دو معنی ہیں یعنی ایک تعریف عام کہ جو کوئی بھی صحبت رسولؐ خدا میں پہنچا وہ صحابی ہے اور دوسری تعریف خاص ہے کہ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور حالت ایمان میں دنیا سے رخصت ہوا۔

اسی مؤخر الذکر تعریف کو ملحوظ رکھتے ہوئے اہل تشیع اصحاب رضؓ رسولؐ کو محترم و معظم تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ان ہی رفقاءؓ پیغمبرؐ کی تعریف، ایمان اور مدح اعمال صالحہ بیان ہوئی ہیں۔ اسی طرح اول الذکر اشخاص کی مذمت (نفاق و کفر و ارتداد وغیرہ کی وجہ سے) کلام پاک میں مذکور ہے۔ اسی طرح کتب احادیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں باب الفتن میں ایسے ہی اصحاب کا تذکرہ موجود ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان سے بے زاری فرمائیں گے۔

ایسے مقدوحانہ اور ممدوحانہ اقتباسات کی قرآن و احادیث میں موجودگی بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اصحاب میں مومن و منافق ہر دو طرح کے اشخاص تھے پس "کل"، کو بُرا جاننے والا مذہب امامیہ کی رُو سے ملت اسلامیہ سے ہی باہر ہے کیونکہ وہ مُنکر قرآن ہے۔ اسی طرح "کل" سے محبت کرنے والا اور تمام کو "عدول" سمجھنے والا مخالف قرآن اور مُنکر حکم خدا ہے جیسا کہ اوپر نقل کردہ آیت سے صاف ظاہر ہے۔

پس توفیق الٰہیہ کے طفیل شیعوں نے بتمسک ثقلین اچھے اور بُرے میں تمیز کر لی اور پوری احتیاط سے اُن لوگوں سے محبت نہ کی جو ازروئے قرآن مغضوب قرار پاتے ہیں۔ اہل شیعہ نے اس اُصول کی پابندی کی کہ جن لوگوں سے ثقل دوم (اہل بیت رسولؐ) نے بے زاری اختیار کی انکی طرف نگاہ محبت نہ اٹھائی۔ ہم نے جانچ پڑتال کا یہ معیار اختیار کیا کہ جس نے اہل بیت رسولؐ سے محبت رکھی ہم نے اُسے مومن کامل و فرد متقی مانا اور جس جس نے ثقل دوم

سے عداوت رکھی ہم بھی اُس سے نفرت کرتے ہیں۔

اہل سنتہ والجماعتہ کے قطب العالم حضرت مولوی رشید احمد گنگوہی نے ہمارے خلاف ایک کتاب "ھدایۃ الشیعہ" نامی تحریر فرمائی اس کتاب میں حضرت صاحب رقم کرتے ہیں کہ

"لاریب اہلسنت صحابی اُس کو کہتے ہیں کہ با سلام خدمت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور با یمان انتقال کیا اور مُرتد ہو کر مرنے والے کو صحابی نہیں کہتے" (ھدایۃ الشیعہ ص۲۲)

پس یہی عقیدہ شیعوں کا ہے، پھر اختلاف کیسا؟

اسی کتاب میں گنگوہی صاحب آگے جاکر لکھتے ہیں کہ

"اور بعض منافق بھی صحابہ میں ملے ہوئے تھے۔ ہر چند ان کے نفاق کی خبر صحابہ کو تھی مگر حکم ظاہر پہ تھا اور انجام کار سب مُمیّز ہو گئے تھے کسی کا حال مخفی نہ رہا تھا۔ (ھدایۃ الشیعہ ص۵۷)

اب خود فیصلہ کر لیا جائے کہ ایسے منافقین لائق تعظیم ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ حالانکہ دائرہ اصحاب میں داخل تھے۔ اگر یہ لوگ کسی عزت کے مستحق نہ تھے تو پھر "سب کے احترام"، کی پابندی کیونکر مستحسن قرار پائے گی۔؟

مجھے یہ لکھتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے مخالفین نے ہمارے خلاف کس قدر بے ہودہ اور من گھڑت پروپیگنڈا کر رکھا ہے کہ "شیعہ اصحاب کو نہیں مانتے"، لوگ بلاتحقیق یہ تہمت ہم پر باندھتے ہیں اور ہماری صفائی پہ کان دھرنا گناہ سمجھتے ہیں اگر ہماری معروضات سماعت فرمائی جائیں تو بڑی آسانی سے اُن وجوہات سے آگاہی ہو سکتی

ہے جو اس نزاع کا باعث ہیں۔ معمولی سا غور و فکر حق و باطل کی تمیز کرنے میں کافی ہو سکتا ہے۔

یاد رکھیں! ہادی عالمین۔ رسول ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّت حمیدہ کو دو وسیلوں کے سُپرد کیا ہے اوّل کتاب اللہ قرآن اور دوم عترت نبیؐ اہل بیتِ رسولؐ۔ جیسا کہ حدیث ثقلین کی تائید میں شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی نے اپنی کتاب تحفہ اثناء عشریہ میں تحریر کیا ہے۔ پس اسی کے تحت شیعہ ہر اس ہستی کا احترام کرتے ہیں جو ان فرمودہ رسولؐ ثقلین سے وابستہ ہو۔ اور جس نے ان کو چھوڑا اُسے شیعوں نے بھی چھوڑ دیا۔ اب جب کبھی یہ سوال آجائے کہ فلاں بزرگ کو شیعہ واجب التعظیم نہیں سمجھتے تو سمجھ لیجئے کہ فریق مخالف ہی کی قوی شہادت کی بناء پر اسی فرد پر یہ الزام ہے کہ اس نے حکم رسولؐ کی نافرمانی کرتے ہوئے تمسّک بالثقلین کا حکم نہیں مانا۔ یا تو وہ مخدومۂ کونین، خاتونِ جنّت، سیدۂ طاہرہ کی ناراضگی کا باعث ہوا اور مغضوبین کے زمرے میں آگیا کیونکہ بخاری شریف میں ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا "فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اُسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کر لیا اور جس نے مجھے غضبناک کیا اُس نے خُدا کو غضبناک کیا۔"

یا پھر کسی نے صرف ایک ہی ثقل کتاب اللہ کو کافی کہہ کر دوسرے ثقل سے عداوت کر کے نافرمانی رسولؐ کی۔ کوئی ثقل اوّل کو نذرِ آتش کر کے توہین ثقلین کا مرتکب ہوا اور کچھ ایسے نڈر ہوئے کہ اہل بیتؑ سے رزم آرائی کر کے خُدا اور رسولؐ خدا سے لڑائی مول لی۔ المختصر

بلا وجہ و جواز محکم ہم کسی سے عداوت نہیں رکھتے۔

خدا بہتر جانتا ہے کہ شر پسند لوگ ہم پر بلا وجہ اتہام طرازی کرتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی عزّت نہیں کرتے حالانکہ ہم ان ذواتِ بابرکات کے واسطے سے اپنی دعائیں بارگاہ سامع الدعوات میں عرض کرتے ہیں چنانچہ سیّد الساجدین، امام زین العابدین علیہ السّلام کی مناجات جو صحیفہ کاملہ میں منقول ہیں اس بات کا ناقابل انکار ثبوت ہے کہ ہم صحابہؓ رسولؐ کے شیدائی اور حبدار ہیں۔ ان کے مراتب جلیلہ کے معترف اور فضائل و مناقب کے معتقد ہیں۔ عبارت مندرجہ ذیل کی نقل کے بعد ہم پر اصحاب دشمنی کے بہتان کی قلعی سب پر کھل جاتی ہے چنانچہ ارشاد معصوؑم ہے کہ

"خداوندا! رحمت نازل فرما اصحابؓ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنھوں نے حق صحبت نہایت خوبی سے ادا کیا۔ جنھوں نے ہر طرح کے مصائب اور تکالیف کو انؐ کی اعانت میں گوارہ کیا۔ جنھوں نے ملکر اُن کی امداد میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ اور جنھوں نے اُنؐ کی رسالت تسلیم کرنے میں جلدی فرمائی۔ اور ان کی دعوت کی اجابت میں سبقت کی۔ جب ان کو رسولؐ خدا نے اپنی رسالت کی حجّتیں بتائیں تو انھوں نے بلا توقف قبول کیا۔ اور اُن کے کلمات ظاہر کرنے میں اپنے اہل و عیال کو چھوڑا۔ اُن کی نبوّت کے اظہار میں اپنے آباءُ اولاد کو قتل کیا۔ جب ان لوگوں نے دامن رسولؐ تھاما تو ان کے کنبے و خاندان کے افراد نے ان سے قطع تعلق کر لیا اور جب وہ پیغمبرؐ کی قربت

میں آئے تو ان کے رشتہ داروں نے ان سے ناطے توڑ لئے۔ پس خدایا! مت بھول تو ان باتوں کو جو اصحابِ پیغمبرؐ نے تیرے لئے چھوڑا اور راضی کر دینا ان کو تو اپنی رضامندی سے اس لئے کہ انھوں نے خلقتِ خدا کو تیری طرف جمع کر دیا اور تیرے رسولؐ کے ساتھ دعوتِ دینِ اسلام کا حق ادا کر دیا۔ الٰہی! وہ شکر کرنے کے لائق ہیں کہ اُنھوں نے اپنی قوم اور خاندان لے اپنے گھر و وطن کو تیری خاطر چھوڑا، اپنے عیش و آرام کو ترک کر کے ضیقِ معاش کو تیرے لئے اختیار کیا اور خداوندا! ان کے تابعین کو جزائے خیر دے۔ جو دعا کیا کرتے ہیں کہ پروردگار ہماری مغفرت کر اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم میں سے ایمان میں سبقت لے گئے ہیں وہ تابعین ایسے ہیں کہ ان اصحابؓ کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ اور ان کے نشانات کی پیروی کرتے ہیں اور ان کی ہدایت کی اقتدا کرتے ہیں جن کو کوئی شک ان کی نصرت میں نہیں آتا جن کے دل میں کوئی شبہ ان کے آثار کی پیروی میں نہیں آتا کیسے تابعین جو معاون مددگار اصحابؓ کے ہیں۔ جو ان کی ہدایت کے مطابق رہتے ہیں۔ اور ان کے موافق ہدایت پاتے ہیں۔ اور جو اصحابؓ سے اتفاق رکھتے ہیں اور جو کچھ اصحاب نے انھیں پہنچایا اس میں ان پر کچھ تہمت نہیں کرتے۔ خدایا رحمت نازل کر ان اصحابؓ کی اتباع کرنے والوں پر آج کے دن جس میں ہم (موجود) ہیں تا قیامت اور ان کی ازواج و اولاد پر۔ (آمین)

ان مراتب و فضائل کے ہوتے ہوئے اگر کوئی ہم پر تعزینِ صحابہؓ کی تہمت باندھے تو اس کا سبب عداوت بے معنی نہیں تو اور کیا ہے؟

بارالٰہا! تجھے معلوم ہے کہ ہم اس الزام سے بری ہیں۔ لٰہذا ہم یہ معاملہ تیری جانب لوٹاتے ہیں اور تجھے تیرے محبوب رسولؐ کے منظورِ نظر اصحابؓ کا واسطہ دیتے ہیں کہ حق و باطل کا فیصلہ فرما۔

انا من المجرمین منتقمین۔

ہمارے مخالفین نے یہاں تک زبان درازی کی ہے کہ شیعہ تمام اصحاب کو مرتد سمجھتے ہیں حالانکہ ہمارا ایمان ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے بعد اصحابِ رسولؐ کا درجہ تمام اُمت سے بلند ہے لیکن ہم صحابی کہتے ہی اس فردِ کامل کو ہیں جو اظہر اقوال کی بنا پر حالاتِ ایمان میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دائرہ صحبت میں تشریف لایا اور مومن ہی فوت ہوا۔ مطلب ہمارے مختار کا صاف ہے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں رسولؐ مقبول سے ملاقات کے بعد عہدِ رسولؐ یا بعد عہدِ رسولؐ ایمان کی حالت میں فوت ہوا صحابی کہلانے کا حق ہی اس مردِ ناجی کو ہے۔ اس کے برعکس جس کسی کا خاتمہ بالخیر نہ ہوگا وہ شرفِ صحابیت کی دنیوی و اخروی مراعات سے محروم ہوگا۔ ویسے تو کتبِ فریقین میں صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار نفوس تک مرقوم ہوئی ہے لیکن ان میں مدارج کے لحاظ سے یقیناً مراتب کا فرق ہے۔

علامہ ابن قتیبہ کی تحقیق کے مطابق مندرجہ ذیل سترہ اصحاب النبیؐ کو امتیاز حاصل تھا۔

۱۔ حضرت سلمان فارسی ۲۔ حضرت ابوذر غفاری ۳۔ حضرت مقداد بن اسود ۴۔ حضرت عمار بن یاسر ۵۔ حضرت خالد بن سعید

۶۔حضرت بریدہ اسلمی ۷۔حضرت ابی بن کعب ۸۔حضرت خذیمہ بن ثابت
۹۔حضرت سہل بن حنیف ۱۰۔حضرت عثمان بن حنیف ۱۱۔حضرت
ابوایوب انصاری ۱۲۔حضرت حذیفہ بن یمان ۱۳۔حضرت سعد
بن یمان ۱۴۔حضرت قیس بن سعد ۱۵۔حضرت عباس بن عبدالمطلب
۱۶۔حضرت عبداللہ بن عباس۔ ۱۷۔حضرت ابوالہیثم بن تیہان
رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حجۃ الاسلام سمہ کار علامہ شیخ محمد حسین آل کاشف الغطا
اعلی اللہ مقامہ نے اس سلسلہ میں تین سو نفوس کا حوالہ دیا ہے۔
علامہ نوری نے حضرت سلمان فارسیؓ۔ ابوذرؓ۔ مقدادؓ۔ عمارؓ۔
ابو ساسانی۔ حذیفہؓ اور ابو عمرہؓ کو ممتاز صحابہ میں شمار کیا ہے۔

امام اہلسنت علامہ ابو حاتم سجستانی بصری بغدادی اپنی
کتاب "الزینت" میں لکھتے ہیں کہ عہد رسولؐ میں جو لفظ سب سے
پہلے متداول اور مشہور ہوا وہ "شیعہ" ہے اور یہ لفظ
(شیعہ) رسولؐ کے چار صحابہؓ حضرات سلمان، ابوذر، مقداد
اور عمار یاسر رضی اللہ عنہم کا طرۂ امتیاز بن گیا تھا (روح القرآن صفحہ)

اس تصریح سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ رسولؐ میں صحابہ کرام
کا ایک گروہ ایسا موجود تھا جو خود کو شیعہ کہلواتے تھے پس لقب
شیعہ قدامت تاریخ کے لحاظ سے مقدم ٹھہرا اور شیعوں کا وجود
دورِ رسالت مآبؐ میں ثابت ہو گیا۔

الغرض ہم اپنے دین و مذہب میں کسی شک و شبہ میں مبتلا
نہیں ہیں نہ ہی ہم صحابہؓ رسولؐ کے مراتب میں فرق و تمیز کرنے

میں ارشادِ خداوندی کے مخالف ہیں۔ حلقہ اصحاب میں جو صحابہ عظام
رضوان اللہ علیہم صداقت شعار اور حق پرست تھے ہم ان کی پیروی
کرتے ہیں۔ جو صحابہ متمسک بالثقلین تھے اور صفات حسنہ سے
متصف تھے انھیں محبوب و دوست رکھتے ہیں البتہ ہماری پرخاش
اُن دوست نما اصحاب سے ہے جنھوں نے خدا و رسولؐ خدا سے خیانت
کی ہم ایسے لوگوں کی پیروی کرنا دین حق سے غداری سمجھتے ہیں۔ پس
ہم ظالم نام نہاد صحابہ پر اعتماد نہیں کرتے نہ ان لوگوں کو دوست
رکھتے ہیں کہ انھوں نے خدا اور رسولؐ کے ساتھ دشمنی کی۔

جب مخالفین مذہب اہل بیتؑ ہمارے مسلک میں کوئی اور
خامی تلاش کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو پھر وہ ایسی جھوٹی تہمتیں
باندھنے میں اپنا بچاؤ دیکھتے ہیں اور اس قسم کی رکیک باتیں ہم سے
منسوب کرتے ہیں جن کا تصور بھی صحیح الدماغ شخص نہیں کر سکتا
چنانچہ ایسا ہی اوچھا ہتھیار ہمارے خلاف یہ استعمال کیا جاتا رہا ہے کہ
شیعہ تمام صحابہ کو کافر قرار دیتے ہیں اور یاران رسولؐ کو گالیاں
بکتے ہیں۔

ہم نے اس مسئلہ پر اس کتاب میں تفصیلی گفتگو کی ہے اور مدلل
و تحریری مباحثوں سے اپنے موقف کو پیش خدمت کیا ہے نیز عالی مرتبت
اصحاب رسولؐ میں سے چار جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم سے اپنی
عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ جس سے انشاء اللہ مخالفین یہ تسلیم کرنے پر مجبور
ہو جائیں گے کہ شیعوں پر یہ بے ہودہ الزام کہ وہ صحابہ کے منکر
ہیں اور تمام صحابیوں کو معاذ اللہ کافر سمجھتے ہیں قطعاً غلط اور

سراسر بہتان ہے۔ یہ بات محض تعصّب و فرقہ وارانہ ذہنیت کا مظاہرہ ہے۔ ذوق سلیم رکھنے والے قارئین پر اس حقیقت کا انکشاف ہو جائے گا کہ مخالفین نے یہ چال کس ہوشیاری سے چلی اور اس کا پس منظر کیا تھا۔

آغاز کتاب سے قبل ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے دست بستہ گزارش کرتے ہیں کہ براہِ خدا کسی بات کو زبان سے ادا کرنے سے پہلے اس پر سوچ بچار کر لیا کریں۔ اور جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہ کیا کریں۔ اسلاف کی کورانہ تقلید اور غلط قیاسات کبھی ہدایت کے معاون نہیں ہوتے ہیں لہٰذا باہمی اتحاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی پر الزام دینے سے پہلے اس کی مکمل چھان بین کر لیا کریں نیز سازشی چالوں اور مستورہ ریشہ دوانیوں سے خبردار رہا کریں کیونکہ اسی طریقہ سے امت میں اتحاد و یک جہتی اور باہمی اخوت برقرار رہ سکتی ہے جو اس وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے اور ہماری ملت اب مزید کسی انتشار و فساد کی متحمل نہیں ہو سکتی ہے۔ اب جذبات کے ساتھ ساتھ اصلاحات کی بھی ضرورت ہے اور قوم کی ترقی و استقلال کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب موعظہ حسنہ کی تعلیم اسلام پر عمل کریں اور لا اکراہ فی الدین کے قرآنی حکم کو ہمیشہ یاد رکھیں شکریہ

ملتجی

عبدالکریم مشتاق

چار یارِ رسول ؐ

عن ابن بریدۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ (و آلہ) وسلم ان اللہ امرنی بحب اربعۃ واخبرنی انہ یحبھم قیل یا رسول اللہ سمھم لنا قال علی منھم یقول ذلک ثلاثۃ و ابو ذر والمقداد و سلمان وامرنی بحبھم واخبرنی انہ یحبھم۔

(جامع ترمذی جلد دوم ص ۲۱۳ مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ)

"حضرت ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا" اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ میں (اللہ) بھی ان (چاروں) کو دوست رکھتا ہوں۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ان کے نام ہم کو بتلائیں (رسول اللہ نے) فرمایا علیؑ اُن میں سے ہے۔ آپ نے یہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا اور حضرت ابوذر (غفاری) حضرت مقداد (بن اسود) اور حضرت سلمان (فارسی) اور حضور نے مجھے (راوی کو) ان کی محبت کا حکم دیا ہے۔ اور خبر دی ہے کہ میں بھی ان کو اپنا یار رکھتا ہوں"

حدیث منقولہ بالا میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے چار یاروں کا تعارف اس جامع انداز میں کروایا ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی فضیلت نہیں ہو سکتی جو کسی غیر معصوم ہستی کو نصیب ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چار بزرگواروں کی محبت کا حکم صادر فرمایا ہے اور ان کو اپنا دوست قرار دیا ہے اور رسولؐ کو بھی تاکید فرمائی ہے کہ وہ ان کو اپنا یار بنائے رکھے۔